21904
154

باسمہ تعالیٰ

بخدمت جناب حضرت مفتی صاحب مدظلہم، دارالافتاء دارالعلوم کراچی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

براہ مہربانی درج ذیل مسئلہ کے بارے میں شرعی رہنمائی کی درخواست ہے:

بعض اوقات مرغی کے انڈے کو استعمال کرنے کے لئے توڑتے ہیں تو انڈے کی زردی یا سفیدی میں ایک دو خون کے رنگ کی طرح ایک دو دھبے ہوتے ہیں، باقی زردی یا سفیدی اپنی طبعی حالت پر ہی ہوتی ہے، پورے میں کسی قسم کی سرخی پھیلی ہوئی نہیں ہوتی، اب سوال یہ ہے کہ:

(۱) کیا ان دھبوں کو خون کہا جائے گا اور یہ ناپاک ہیں؟ اگر ہاں تو کیوں؟ کیونکہ دم غیر مسفوح تو ناپاک نہیں ہوتا

(۲) اگر یہ ناپاک ہوں اور چمچ وغیرہ کے ذریعے سے ان دھبوں کو زردی یا سفیدی سے الگ کرلیا جائے تو کیا باقی انڈہ قابل استعمال ہوگا اور پاک رہے گا؟

جزاکم اللہ احسن الجزاء فی الدارین

سائل

محمد احسن ظفر، لاہور

0321-4456155

دار الافتاء
فتوی نمبر ۷۲/۱۳۴۷
مورخہ ______
جامعہ دارالعلوم کراچی

0216

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب حامداً و مصلیاً

سوال میں دو باتیں قابل غور ہیں :اول یہ کہ انڈہ میں پائی جانے والی سرخی ناپاک خون یعنی دمِ مسفوح ہے یا نہیں؟ دوم یہ کہ اگر یہ دمِ مسفوح ہے تو اس کی وجہ سے سارا انڈہ ناپاک ہو جائیگا یا صرف اس خون کے آس پاس کا حصہ ناپاک ہوگا کہ اس کو الگ کر دینے سے بقیہ انڈہ پاک ہو جائے۔

(۱،۲)۔۔۔جہاں تک پہلے مسئلہ کا تعلق ہے تو اس میں یہ تفصیل ہے کہ اگر یہ دھبّے بالکل سرخ ہوتے ہیں تو بظاہر یہ خون ہی کے دھبّے ہوتے ہیں، لہٰذا یہ ناپاک ہونگے، اسلئے کہ یہ دمِ مسفوح ہی ہے، اور دمِ مسفوح ہونے کیلئے یہ ضروری نہیں کہ وہ اس وقت بھی جاری اور سائل ہو بلکہ اسکے لئے یہی کافی ہے کہ اس میں سیلان یعنی بہنے کی صلاحیت موجود ہو (دیکھیں حوالہ:۱۰) اور انڈے میں پایا جانے والا خون بھی ایسا ہی ہوتا ہے کہ اگرچہ فی الحال وہ سائل نہیں ہوتا لیکن چوزہ بن جانے کے بعد یہی خون دمِ سائل ہو جاتا ہے لہٰذا اسکے ناپاک ہونے کیلئے یہی کافی ہے۔ نیز انڈے میں پیدا ہونے والے خون کے ناپاک ہونے کی فقہاءِ کرام نے صراحت کی ہے (دیکھیں حوالہ:۱تا۳) جو اس کی دلیل ہے کہ انہوں نے اس کو دمِ مسفوح شمار کیا ہے، لہٰذا یہ خون ناپاک شمار ہوگا۔

تاہم اگر یہ خون ایک نقطہ کے برابر ہو (نہ کہ ایک قطرہ) تو فقہاءِ مالکیہ نے اس کے دمِ مسفوح اور ناپاک نہ ہونے کی صراحت کی ہے (دیکھیں حوالہ:۱۱)۔ فقہاءِ احناف میں سے امام ابو یوسف رحمہ اللہ کا مسلک بھی یہی ہے کہ اگر بہنے والی چیز میں دم غیر مسفوح گر جائے تو اس سے وہ بہنے والی چیز ناپاک نہیں ہوگی جبکہ امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک وہ ناپاک ہو جائیگی۔ مشائخِ حنفیہ نے اگرچہ یہاں پر امام محمد کے قول پر فتویٰ ہونے کی تصریح فرمائی ہے (دیکھیں حوالہ:۱۲) تاہم انڈے کے مسئلے میں حرج کی وجہ سے امام ابو یوسف اور مالکیہ کے قول کے مطابق اس کے ناپاک نہ ہونے کی گنجائش معلوم ہوتی ہے۔

رہا دوسرا مسئلہ کہ جب یہ خون ایک نقطہ سے زیادہ ہو تو ان خون کے دھبّوں کو الگ کرنے سے بقیہ انڈا پاک ہو جائیگا یا نہیں؟ تو اس کی تصریح نہیں مل سکی، لیکن غور کرنے سے یوں معلوم ہوتا ہے کہ بظاہر اس کا مدار اس بات پر ہے کہ انڈے کی سفیدی مائع (پتلی، بہنے والی) ہے یا جامد (ٹھوس)؟ ظاہر ہے کہ یہ سفیدی نہ پانی کی طرح بالکل مائع ہوتی ہے نہ ہی بالکل جامد ہوتی ہے، لہٰذا فقہاء کے کلام میں غور کرنے سے انڈے سے ملتی جلتی کئی اشیاء کا ذکر ملتا ہے جو نہ پانی کی طرح مائع و سائل ہوتی ہیں اور نہ بالکل ٹھوس اور جامد، مثلاً: گھی، شہد اور بلغم وغیرہ۔ چنانچہ گھی میں تو انہوں نے یہ تفصیل بیان فرمائی ہے کہ اگر وہ جما ہوا ہو تو صرف نجاست اور اس کے آس

0217

پاس کا گھی علیحدہ کر دینے سے بقیہ گھی پاک ہو جائیگا اور پگھلے ہوئے گھی میں اگر نجاست گرے تو اس کا حکم عام مائع والا ہے کہ وہ سارا ہی ناپاک سمجھا جائیگا۔(دیکھیں حوالہ: ۵تا۸)

شہد سے متعلق عربی کتب میں گھی کی طرح کوئی تفصیل نہیں ملتی، جس سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس کا حکم عام مائع والا ہے، تاہم بعض اردو فتاویٰ میں گھی پر قیاس کر کے اس میں بھی گھی والی تفصیل بیان کی گئی ہے۔

بلغم کے بارے میں یہ لکھا ہے کہ جب تک وہ جسم کے اندر ہو تو لزوجت کی بناء پر معدہ کی نجاست سے وہ بلغم متنجس (ناپاک) نہیں ہو گا لیکن جب وہ جسم سے باہر آجائے اور اس میں کوئی نجاست گر جائے تو وہ ناپاک ہو جائیگا، کیونکہ جسم سے باہر آنے کے بعد اس میں لزوجت کم ہو جاتی ہے۔(دیکھیں حوالہ: ۴)

اب دیکھنا یہ ہے کہ انڈے کو ان میں سے کس پر قیاس کیا جا سکتا ہے۔بظاہر اس کو جمے ہوئے گھی پر قیاس کرنا مشکل ہے۔اسلئے کہ فقہاء نے جمے ہونے کی حد یہ بیان فرمائی ہے کہ جب اس گھی کا کچھ حصہ بقیہ گھی سے الگ کیا جائے تو بقیہ گھی تھوڑی دیر تک اپنی حالت پر رہے یعنی اسکی سطح پانی یا پگھلے ہوئے گھی کی طرح فوراً برابر نہ ہو جائے۔ورنہ اس گھی کو جما ہوا گھی نہیں کہا جائیگا اور اس کا حکم عام مائع والا ہو گا۔ظاہر ہے کہ انڈہ جمے ہوئے گھی جتنا گاڑھا نہیں ہوتا لہٰذا اسے جمے ہوئے گھی پر قیاس نہیں کیا جا سکتا ہے۔رہا شہد سو اولاً عربی فتاویٰ میں اس سے متعلق گھی والی تفصیل بیان ہی نہیں کی گئی، تاہم بعض فتاویٰ میں جو اس کا حکم گھی والا لکھا ہے تو اس صورت میں بھی انڈے کو اس پر قیاس نہیں کیا جا سکتا، کیونکہ انڈا جمے ہوئے شہد بلکہ پگھلے ہوئے شہد جتنا بھی گاڑھا نہیں ہوتا۔اسی طرح اس کو بلغم پر بھی قیاس نہیں کیا جا سکتا کیونکہ اول تو انڈے کا بلغم جتنا گاڑھا ہونے میں شبہ ہے۔دوم یہ کہ جس بلغم کا ہم مشاہدہ کرتے ہیں، فقہاء نے اس کا حکم عام مائع والا ہی ذکر کیا ہے کہ اسمیں نجاست سرایت ہو جاتی ہے جیسا کہ اوپر گزر چکا ہے کہ جسم سے نکلے ہوئے بلغم میں نجاست گر جائے تو وہ ناپاک ہو جاتا ہے۔

خلاصہ یہ ہوا کہ انڈا جمے ہوئے گھی یا جمے ہوئے شہد وغیرہ جتنا گاڑھا نہیں ہوتا، بلکہ یہ اس پگھلے ہوئے شہد اور بلغم وغیرہ سے بھی پتلا ہوتا ہے، جس میں نجاست سرایت کر جاتی ہے، لہٰذا صورتِ مسئولہ میں اگر اس زردی میں پایا جانے والا خون کا دھبّہ ایک نقطے سے بڑا ہے تو اس کی وجہ سے انڈہ ناپاک سمجھا جائیگا۔ البتہ اگر وہ دھبّہ ایک نقطہ کے برابر ہو تو فقہاءِ مالکیہ کی تصریح کے مطابق وہ دھبہ ناپاک نہیں ہو گا، اس صورت میں انڈہ بھی ناپاک نہیں ہو گا بلکہ بدستور پاک ہی رہے گا۔

(١)نفع المفتي والسائل للعلامة اللكنوي رحمه الله(رسائل اللكنوي ٣٨/٤)

بيضة مذرت فهي نجس ،لانها تتحول دما ـــــ كذا في القنية

(٢)**الفتاوى الهندية – (١ / ٦٢)**

إذا صلى وفي كمه بيضة مذرة قد حال محها دما جازت صلاته وكذا البيضة التي فيها فرخ ميت كذا في فتاوى قاضي خان في النصاب رجل صلى وفي كمه قارورة فيها بول لا تجوز الصلاة سواء كانت ممتلئة أو لم تكن لأن هذا ليس في مظانه ومعدنه بخلاف البيضة المذرة لأنه في معدنه ومظانه وعليه الفتوى كذا في المضمرات

(٣)**حاشية ابن عابدين – (١ / ٤٠٣)**

كما لو صلى حاملا بيضة مذرة صار محها دما جاز لأنه في معدنه، والشيء ما دام في معدنه لا يعطى له حكم النجاسة، بخلاف ما لو حمل قارورة مضمومة فيها بول فلا تجوز صلاته لأنه في غير معدنه كما في البحر عن المحيط

(٤) **البحر الرائق – (١ / ٣٦)**

قوله (لا بلغما) عطف على مرة أي لا ينقضه بلغم أطلقه فشمل ما إذا كان من الرأس أو من الجوف ملأ الفم أو لا مخلوطا بطعام أو لا إلا إذا كان الطعام ملء الفم

وعند أبي يوسف ينقض المرتقى من الجوف أن ملأ الفم كسائر أنواع القيء لأنه يتنجس في المعدة بالمجاورة بخلاف النازل من الرأس فإنها ليست محل النجاسة ولهما أنه لزج صقيل لا يتداخله أجزاء النجاسة فصار كالبزاق وما يتصل به من القيء قليل ولا يرد ما إذا وقع البلغم في النجاسة فإنه يحكم بنجاسته لأن كلامنا فيما إذا كان في الباطن وأما إذا انفصل قلت ثخانته وازدادت رقته فقبلها هكذا في كثير من الكتب

(٥)**البحر الرائق – (١ / ١٢٨)**

وإن ماتت الفارة في غير الماء فإن كان مائعا تنجس جميعه وجاز استعماله في غير الأبدان كذا قالوا وينبغي أن لا يستصبح به في المساجد لكونه ممنوعا عن إدخال النجاسة المسجد ويجوز بيعه وللمشتري الخيار إن لم يعلم به

وإن كان جامدا ألقيت الفارة وما حولها وكان الباقي طاهرا وجاز الانتفاع بما حولها في غير الأبدان وفي المبسوط وحد الجمود والذوب أنه إذا كان بحال لوقور ذلك الموضع لا يستوي من ساعته فهو جامد وإن كان يستوي من ساعته فهو ذائب

(٦)**بدائع الصنائع – (١ / ٦٦)**

والحد الفاصل بين الجامد والذائب أنه إن كان بحال لو قور ذلك الموضع لا يستوي من ساعته فهو جامد وإن كان يستوي من ساعته فهو ذائب

(٧)**الفتاوى الهندية – (١ / ٤٥)**

الفأرة لو ماتت في السمن إن كان جامدا قور ما حوله ورمي به والباقي طاهر يؤكل وإن كان مائعا لم يؤكل وينتفع به من غير جهة الأكل مثل الاستصباح ودبغ الجلد هكذا في الخلاصة وإذا دبغ به يؤمر بالغسل ثم إن كان ينعصر يغسل ويعصر ثلاث مرات وإن كان لا ينعصر عند أبي يوسف رحمه الله يغسل ثلاث مرات ويجفف في كل مرة كذا في البدائع وحد الجامد أنه إذا أخذ من ذلك الموضع لا يستوي من ساعته وإن كان يستوي فهو مائع هكذا في فتاوى الغرائب

دار الإفتاء

00219

(٨)المبسوط للشيباني – (١ / ٨٥)

قلت أرأيت الفأرة ماتت في سمن جامد وتفسخت فيه قال تؤخذ الفأرة وما حولها فيرمى به ولا بأس بأكل ما بقي والانتفاع به قلت فإن كان السمن ذائبا قال أكره لهم أكله لأنه نجس قلت فإن استصبحوا به أو دبغوا به جلدا قال لا بأس بذلك

(٩)البحر الرائق – (١ / ٢٤٩)

تنجس العسل يلقى في قدر ويصب عليه الماء ويغلى حتى يعود إلى مقداره الأول هكذا ثلاثا قالوا وعلى هذا الدبس ا هـ

وأطلق الأثر الشاق فشمل ما إذا كان كثيرا فإنه معفو عنه كما في الكافي

(١٠)حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح – (١ / ١٠٢)

قوله (والدم المسفوح أي السائل من أي حيوان إلى محل يلحقه حكم التطهير قهستاني والمراد أن يكون من شأنه السيلان فلو جمد المسفوح ولو على اللحم فهو نجس كما في منية المصلى وكذا ما بقي في المذبح لأنه دم مسفوح كما في ابن أمير حاج

قوله (لا الباقي في اللحم الخ) لأنه ليس بمسفوح ولمشقة الإحتراز عنه قوله (والقلب الخ) في حاشية الأشباه للغزى دم قلب الشاة وما لم يسل من بدن الإنسان طاهر على المذهب المختار وهو قول أبي يوسف وقال محمد نجس اه والحاصل كما في الحلبي أن في نجاسة غير المسفوح اختلافا والذي مشى عليه قاضيخان وكثير أنه طاهر وليس فيه رواية صريحة عن الأئمة الثلاثة بل قد تؤخذ الطهارة من عدم نقض الوضوء بالدم غير السائل وأن ما ليس بحدث ليس بنجس وأمر الاحتياط بعد ذلك غير خفي اه

(١١)فقه العبادات – مالكي – (١ / ٣٦)

عرق كل حي ولو كان يشرب خمرا أو يأكل نجاسة وكذا دمعه ومخاطه ولعابه (وهو ما سال من فمه في يقظة أو نوم ما لم يعلم أنه من المعدة بصفرة أو نتن ريح فإنه نجس) وبيضه ولو من حشرات ما لم يفسد بعفونة أو زرقة أو صار دما أو مضغة أو فرخاميتا فإنه نجس . أما البيض [ص ٣٧] الذي اختلط صفاره ببياضه بغير عفونة أو وجود نقطة دم غير مسفوح فيه فلا يفسد ويبقى طاهرا

(١٢)البحر الرائق – (١ / ١٢١)

قوله (لا ما لم يكن حدثا) عطف على بول أي ما لا يكون حدثا لا يكون نجسا وهذا عند أبي يوسف فالدم الذي لم يسل كما إذا أخذ بقطنة ولو كان كثيرا في نفسه والقيء القليل إذا وقع في الماء لا ينجسه وكذا إذا أصاب شيئا وقال محمد إنه نجس كذا في كثير من الكتب

دار الإفتاء